گلزارِ شہادت

در حال

شہدائے کربلا

تعداد بند

١٣٦

تاریخِ تصنیف

١٣٩٢ھ * ١٩٧٢ء

www.emarsiya.com

رشکِ جنّت ہے شہیدوں کی ریاضت کا چمن　　تاقیامت ہے زمانے میں صداقت کا چمن
خاک ہوگا نہ کبھی فاضلِ طینت کا چمن　　خوں کی افشاں سے ہے رنگین شہادت کا چمن
اِس میں آتی ہیں نظر، شانِ عُلو کی نہریں
اِسی گلزار میں، بہتی ہیں لہو کی نہریں

اس میں رہتا ہے ہرا روحِ محبت کا شجر　　خوں سے سینچا گیا ہے اِس میں مودت کا شجر
اس میں بالیدہ ہوا اجرِ رسالت کا شجر　　گندمی رنگ کا اِس میں نہیں جنّت کا شجر
ترکِ اَدبیٰ کی قسم اس کی کلی کھلتی ہے
اِس کا پھل کھائیں تو جنت میں جگہ ملتی ہے

غنچے اِس باغ کے ہیں سینہ فگاروں کی طرح　　بوندیاں خوں کی چمکتی ہیں ستاروں کی طرح
اِس کے پودے نظر آتے ہیں مزاروں کی طرح　　روشیں اس کی ہیں تلوار کی دھاروں کی طرح
ہر طرف کشتوں کا انبار نظر آتا ہے
اس کا ہر ایک شجر دار نظر آتا ہے

www.emarsiya.com

اسی گلزار سے چلتا ہے ارم کو رستا
جس کو کہتے ہیں بقا اس کا پتہ اس سے ملا
طائرِ شوق جو اِس باغ میں اُڑ کر آیا
موت کے دام میں صیاد نے اِس کو پھانسا

گرمیٔ شوقِ شہادت ہے کہ پکتا ہے لہو
بلبلیں اِس میں جو اُڑتی ہیں، ٹپکتا ہے لہو

تمنادل پاش ہے گلزارِ شہادت کا نکھار
پھول جس میں ہیں سپر، شاخِ شجر ہے تلوار
جان لینے پہ درختوں کے ثمر ہیں تیار
سر جو کٹتے ہیں تو اس باغ میں آتی ہے بہار

اوس ہے گریہ کناں، گریۂ کیواں کی طرح
زخم ہنستے ہیں چمن میں گلِ خنداں کی طرح

صحنِ گلزارِ شہادت میں اک ایسا ہے شجر
موت کی چھاؤں میں بالیدہ ہوا جس کا ثمر
جس کے ماحول میں ابتک ہے قیامت کا اثر
اِس پہ پڑ جاتی ہے جس وقت تصور کی نظر

رونا آتا ہے ابھی تک عملِ باطل پر
زکریاؑ کی قسم چلتے ہیں آرے دل پر

باغ میں بکھرے ہیں رودادِ ستم کے اوراق
جس پہ ہو سکتا ہے دنیائے الم کا اطلاق
رنگ لایا ہے یہ، اِس باغ میں حق کا احقاق
تازیانوں کے ستم سے ہے تن وجاں میں فراق

طرزِ ہندی میں بنی قبرِ سعیدِ ثالث
دفن ہیں باغِ شہادت میں شہیدِ ثالث

اِسی خطّے میں ہیں آسودہ محبانِ علیؑ
حُجر کے خون میں اِس باغ کی مٹی ہے بھری
اِسی گلشن میں جگہ حضرتِ قنبرؓ کو ملی
قتل اِس میں ہوئے عمارؓ و رشیدِ ہُجری

خوں کے قطرے، کٹے شانوں سے یہاں گرتے ہیں
باغ میں جعفرِؑ طیار اُڑے پھرتے ہیں

www.emarsiya.com

گلِ شہادت کے لئے بیٹھے ہیں دامن میں کمیلؒ — دے کے سر، راہِ محبت میں، ہیں دامن میں کمیلؒ
ہار پھولوں کا ہیں ڈالے ہوئے گردن میں کمیلؒ — کرتے ہیں ربّ سے دعائیں اِسی گلشن میں کمیلؒ
ساغرِ موت یہاں ناصرِ حیدرؑ نے پیا
زہر کا جام یہاں مالکِ اشترؒ نے پیا

اک شجر اِس میں نظر آیا بعنوانِ جلی — جس سے ہے صاف عیاں شانِ خدائے ازلی
ہرادا جس کی نظر آتی ہے گلشن کو بھلی — جس کے غنچے جو چٹکتے ہیں تو کہتے ہیں علیؑ
شاخیں ملتی ہیں تو ہوتا ہے بیانِ میثمؒ
پتّا پتّا نظر آتا ہے زبانِ میثمؒ

اِسی گلزار کو دیکھا کئے سب اہلِ نظر — صاف ظاہر ہوا اِس باغ کے پھولوں کا اثر
اِسی گلشن کی رَوِش خون کی افشاں سے ہے تر — اِسی گلشن میں چبایا گیا حمزہؑ کا جگر
شدّتِ ظلم کا اظہار ہوا ہے اس میں
ہار، حمزہؑ کے کلیجے کا بنا ہے اس میں

ہے شہادت کا چمن، علم کا ہے باب یہاں — چھپ گیا خاک میں اعمال کا مہتاب یہاں
قُربِ اللہ میں ہے افضلِ انساب یہاں — خوں فشاں مسجدِ کوفہ کی ہے محراب یہاں
اِس کے دامن میں ہوا جانِ شرف پوشیدہ
اِسی گلزار میں ہے دُرِّ نجف پوشیدہ

اِس چمن میں ہی ہوئی نخلِ مصائب کی نمو — اِس میں لہرائے مصیبت کے پریشاں گیسو
اِسی گلزار میں ٹپکے ہیں علیؑ کے آنسو — اِس میں ہے فاطمہؑ کا صبر بداماں پہلو
ہوا دُنیا پہ عیاں آج بھی صبرِ زہراؑ
کیا قیامت ہے کہ ڈھائی گئی قبرِ زہراؑ

www.emarsiya.com

خون سے باغِ شہادت میں اُگا ہے سبزہ　　جان لینے کی عجب طرز ادا ہے سبزہ
آئینہ رنگِ شہادت کا بنا ہے سبزہ　　خون کے چھینٹوں سے بیدار ہوا ہے سبزہ
تھام کر قلبِ شہنشاہِ زمن تڑپے ہیں
زہر پی کر اسی سبزے پہ حسنؑ تڑپے ہیں

اِسی گلشن میں ہوا ہے حُرِ غازی مقتول　　خاک میں جس کی ہوا اشکِ پشیماں کا شمول
جس کی توبہ کو کیا رحمتِ خالق نے قبول　　فرق پہ جس کے کسا شاہ نے رومالِ بتولؑ
صاف آتی ہے نظر نور کے پاروں کی چمک
قبر پر جس کی ہے قسمت کے ستاروں کی چمک

اِسی گلزار میں ہے دفن وہبؑ، اہلِ وفا　　جس کی تقدیر کا عاشور کو تارا چمکا
روحِ عیسٰیؑ نے جسے آ کے بنایا دُولھا　　جس کے سر اَرن میں شہادت کا بندھا ہے سہرا
جنتی لکھا ہے، ایماں کی سند پر جس کی
پھول برساتے ہیں عیسٰیؑ ابھی لحد پر جس کی

اِسی گلشن میں ہے اک عبدِ شہِ عرش مقام　　لوحِ آزادیٔ افکار پہ ہے جس کا نام
لاش پر جس کی خود آیا ہے زمانے کا امامؑ　　کیسا آزاد ہے یہ آلِ پیمبرؐ کا غلام
رنگِ آزادیٔ نسلی جو نظر آیا ہے
جونؑ کے نخلِ شہادت نے یہ پھل پایا ہے

ایک ہی قد کے نظر آتے ہیں دو خُرد شجر　　تھر تھراتی ہوئی اِن دونوں پہ پڑتی ہے نظر
ایک کی دوسرے کو رہتی ہے گلشن میں خبر　　جانے کیا گزری ہے اِن پر کہ ہوئے خون میں تر
مقصدِ عونؑ و محمدؑ کی یہ یکجائی ہے
اِن کے گلزارِ شہادت میں بہار آئی ہے

www.emarsiya.com

خاک میں چھپ گیا اِس باغ میں وہ غنچہ دہن
جس پہ میدان میں دوڑے ہیں عدو کے توسن
منتشر جس کے ہوئے خاک پہ اعضائے بدن
جس کی بالیں پہ بہت روئی شہادت کی دلہن
دامنِ قلب سے دامانِ تمنّا باندھا
آخری وقت جسے موت نے سہرا باندھا

اِس طرح آئی ہے گلزارِ شہادت میں بہار
دفن اِس میں ہوا ہمشکلِ نبیؐ مختار
مل گیا اکبرؑ ذیشاں کو شہِ دیں کا جوار
پیری کے پائنتی بنتا ہے جوانی کا مزار
باپ اور بیٹے کی ظاہر ہوا نسبت کا ثبوت
یہ ہے شبیرؑ سے اکبرؑ کی محبّت کا ثبوت

ایک دریا اسی گلزار میں ایسا ہے رواں
جس کے ماحول میں پیاسوں کے دلوں کا ہے دھواں
اہلِ دل سنتے ہیں اٹھتی ہوئی موجوں کی فغاں
جس کے ساحل پہ لرز جاتی ہے باطل کی اماں
ہے وہاں مصدرِ آئینِ وفا کی تُربت
لبِ دریا نظر آتی ہے وفا کی تُربت

نامِ اصغرؑ کا شجر اک ہے جوانوں کی طرح
اِس کے بلبل کی صدا مرثیہ خوانوں کی طرح
اِس کا ہر ایک بیاں غم کے فسانوں کی طرح
شاخیں ایسی ہیں کہ جھکتی ہیں کمانوں کی طرح
ہر ادا خاص ہے ، ہر طرز بھلی ہے اس کی
مسکراتی ہوئی ہر ایک کلی ہے اس کی

اک شجر ایسا ہے اِس باغ میں جانِ تکریم
جس کے دامن میں ہے خوشبوئے شہادت کی نسیم
اس کے پتّے ہیں کہ قرآں کی مجسم تفہیم
ہے رقم جن پر بخطِ شجری "ذبحِ عظیم"
شق ہوا جاتا ہے دنیا کا کلیجہ اب تک
اس کے سائے میں فغاں کرتی ہیں زہراؑ اب تک

www.emarsiya.com

اس گلستاں کے ہیں سب صاحبِ جوہر پتّے
شانِ گلزار کے دراصل ہیں مظہر پتّے
پیش کرتے ہیں عجب طرح کا منظر پتّے
اک شجر ایسا ہے جس میں ہیں بہتر پتّے

شان اس میں سعدا کی ہے، یہ ہے نیک شجر
جانِ گلزارِ شہادت ہے یہی ایک شجر

اب اسی ایک شجر کی میں دکھاتا ہوں بہار
ایک ہے قلبِ مراد، اس میں بہتر ہیں مزار
جس پہ ہوتا ہوں میں ہر آن دل و جاں سے نثار
متنِ تاریخ سے کرتا ہوں شہیدوں کا شمار

سلکِ اذکار میں رخشاں ہیں منور موتی
ایک رشتے میں پروئے ہیں بہتر موتی

(مرثیہ جاری ہے)

تبصرہ: محترمہ ڈاکٹر رشید موسوی

"باقر عموماً اپنے مرثیوں کے عنوان منتخب کر کے لکھتے ہیں جو مرثیہ نگاری میں جدید رجحان کا نتیجہ ہے وہ مرثیے کے کلاسیکی انداز و اقدار کو ترک کیے بغیر نیا مرثیہ لکھنے پر قادر ہیں ان کے یہاں قدیم مرثیے کے اجزا، تمہید یا چہرہ، رجز، گھوڑے کی تعریف اور ساقی نامہ سبھی کچھ ملتے ہیں متقدمین کی طرح وہ واقعات نگاری سے بھی کام لیتے ہیں لیکن واقعاتی پہلوؤں پر زور دینے کے بجائے اس کے تاثرات کو پیش کرتے ہیں اور تاثرات کے ابھارنے میں حقیقت نگاری کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔"

ماخوذ از

"دکن میں مرثیہ اور عزاداری"

مطبوعہ حیدرآباد دکن

www.emarsiya.com

مصعبِ اہلِ صفا اسلم[٢] تصویرِ وفا — خالد[٣] و سعد[٤] و نعیم[٥] شرفِ اہلِ ولا

بکر[٦] بن حی و جُنادہ و مبارک[٨] و یحییٰ[٩] — بشر و بوبکر[١١] و بریر[١٢] و وہب[١٣] و بوموسیٰ[١٤]

ضوفشاں ہے افقِ شانِ شجاعت کا ہلال

ان میں آتا ہے نظر چرخِ شہادت کا ہلال[١٥]

جابر[١٦] و جندب[١٧]، و سلمان[١٨] و حباب[١٩] و جعفر[٢٠] — قارب[٢١] عمران[٢٢]، امیہ[٢٣]، انس[٢٤] نیک سیر

اہلِ ایماں جبلہ[٢٥]، جعفر[٢٦] ابن حیدر[٢٧] — عون، حجاج[٢٨]، اور عمار[٢٩] سلامہ کا پسر

نافع[٣٠] و قیس[٣١] و کنانہ[٣٢]، حرِ غازی[٣٣] و حبیب[٣٤]

شوذب[٣٥] و حنظلہ[٣٦] و سیف[٣٧] ابن حرث و شبیب[٣٨]

سالم[٣٩] و سعد[٤٠] بن حرث، یزید[٤١] کعبدی — عائذ[٤٢] و عمر[٤٣] بن کعب، زہیر بجلی[٤٤]

حرث[٤٥] کندی، و عمارہ[٤٦] بن قلحب ازدی — عون[٤٧] و سوار[٤٨] خوش ایماں بن منعم ہنمی

قاسم[٤٩] و قاسط[٥٠] و عمار[٥١]، مجمع[٥٢] ـ حسان[٥٣]

عابس[٥٤] و عامر[٥٥] و مزغامہ[٥٦]، سلیماں[٥٧]، عثمان[٥٨]

بوثمامہ[٥٩] و جوین[٦٠] بن مالک تیمی ہے — حرث[٦١] حمزہ، جشی[٦٢]، سالم[٦٣] عامر عبدی

صاحبِ روح و فا رافع[٦٤] مسلم ازدی — عمر[٦٥] انصاری و زاہر[٦٦] بن عمر کندی

بوالحتوف[٦٧] اور جنادہ[٦٨] و سوید[٦٩] اور سعد[٧٠]

عمر[٧١] صیداوی و عبداللہ[٧٢] یقطر سا رشید

ادہم[٧٣] و سعد[٧٤] علی[٧٥]، عمر[٧٦] شجاع طائی — عمر[٧٧] جندی و یزید[٧٨] ابن شبیط عبدی

سیف[٧٩] عبدی و سلیمان[٨٠] و ابوبکر[٨١] علی — سعد و حجاج[٨٢] بن بدر، زہیر[٨٣] ازدی

مقسط[٨٤] و مسلم[٨٥] و مسعود[٨٦]، موقع[٨٧] ذیشاں

منجح[٨٨] و قعنب[٨٩] و کردوس[٩٠] و یزید[٩١] و نعمان[٩٢]

ف[١] جعفر بن عقیل ف[٢] قاسم بن حبیب ازدی ف[٣] یزید بن مغفل جعفی

www.emarsiya.com

عمر بن خالد[۹۲] دہانی[۹۳] و حلاس[۹۵] راسبی　　منجمع[۹۶] نیک، زیاد[۹۷] ابن عریب صیداوی

مسلم[۹۸] عوسجہ و نصر، عباد[۹۹] جہنی　　عبدالاعلیٰ[۱۰۰] و علی[۱۰۱] اکبرؑ و عمر[۱۰۲] ضبعی

داہنے[۱۰۳] حرث[۱۰۴] بشیر بن عمرو، عقبہ[۱۰۵]

عمر بن قرظہ[۱۰۶] و عباسؑ[۱۰۷] علی اہلِ ثقہ

تین ان میں ہیں محمدؐ جو تھے مردِ میداں　　آٹھ عبداللہ[۱۱۸] ہیں اور پانچ ہیں عبدالرحماں[۱۲۳]

مالک[۱۲۴] و مسلم[۱۲۵] و قاسم[۱۲۶] بھی ہیں اُنیں ذیشاں　　چھ مہینے کا ہے ان میں علی اصغرؑ[۱۳۰] ناداں

ان میں وہ بھی ہے جسے ابن ولی کہتے ہیں۔

جسکو سب لوگ حسینؑ[۱۳۸] ابن علیؑ کہتے ہیں۔

ساغرِ نصرتِ حق سے ہوئے سرشار یہی　　رحمتِ رب علاکے ہیں سزاوار یہی

صبحِ عاشور بنے مطلعِ انوار یہی　　دہر میں جملہ شہیدوں کے ہیں سردار یہی

زندگی چھوڑ کے دنیا سے گئے یہ کب کے

ان کی مٹی پہ ہوا کرتے ہیں سجدے رب کے

ان کے اشجارِ شہادت میں ثمر آتے ہیں　　پکے ہاتھوں پہ رہِ حق میں یہ سر آتے ہیں

نقشِ پا ان کے دماغوں میں ابھر آتے ہیں　　ایک ہی سلکِ شہادت میں نظر آتے ہیں۔

دامنِ گنجِ شہیداں ہے کہ مرقد ان کا

ہیں جدا شکلیں، مگر ایک ہے مقصد ان کا

لہ محمد بن مسلم، محمد بن ابی سعید بن عقیل، محمد بن عبداللہ بن جعفر نمبر ۲ عبداللہ بن علیؑ، عبداللہ بن حسنؑ، عبداللہ بن بشر خثعمی، عبداللہ ابن عمیر کلبی، عبداللہ بن عروۃ الغفاری، عبداللہ بن مسلم، عبداللہ بن یقطر عبداللہ بن یزید عبدی، نمبر ۳ عبدالرحمان بن عقیل، عبدالرحمان بن عبدالرب انصاری عبدالرحمان بن عروۃ الغفاری عبدالرحمان بن ارحبا، عبدالرحمان بن مسعود یتمی

www.emarsiya.com

گھر کو ویراں کیا، صحرا کو بسا کر سوئے جام بیدارئ احساس پلا کر سوئے
کتبۂ بیعت فاسق کو مٹا کر سوئے خوں کے چھینٹوں سے یہ سوتوں کو جگا کر سوئے
شانِ اعجازِ مسیحا کی دکھاتے ہیں یہی
دینِ اسلام کے مردے کو جلاتے ہیں یہی

جذبۂ نصرتِ شبیرؑ ہے دولت ان کی خیمۂ شاہؑ کی ہے چھاؤں میں جنت ان کی
پاک ہیں حاصلِ طینت سے ہے خلقت انکی زندگی بن گئی دنیا میں شہادت ان کی
چھپ کے آنکھوں سے یہ احساس کی ہر منزل میں
سانس لیتے ہیں یہ انساں کے دھڑکتے دل میں

ان کے بوڑھوں میں نظر آئی ادائے پیری جان ہو شہؑ پہ فدا یہ ہے دعائے پیری
دمِ علمدارؑ کا بھرتی ہے وفائے پیری جذبۂ نصرتِ سرورؑ ہے عصائے پیری
قلبِ ایمان و محبت کی نسیں بھیگی ہیں
خون میں ان کے جوانوں کی مسیں بھیگی ہیں۔

آگہی پھولتی پھلتی ہے دلوں میں ان کے نصرتِ شاہؑ مچلتی ہے دلوں میں ان کے
آرزو جنگ کی ڈھلتی ہے دلوں میں انکے حریتِ نفس کی پلتی ہے دلوں میں ان کے
دیکھ کر شاہؑ کا رخ تارِ نظر تلتے ہیں
ان کے احساس کی میزان میں سر تلتے ہیں

مل گئی ہے انہیں طوفان میں کشتیٔ نجات ان میں آتے ہیں نظر اوج پہ پیاسوں کے صفات
سایہ ان کا جو پڑے خشک ہو دریائے فرات سر کٹا کر جو چلے چلتی رہی نبضِ حیات
آج بھی عالمِ احساس پہ چھا جاتے ہیں
تیرہ صدیوں سے یہ زندہ ہی نظر آتے ہیں

www.emarsiya.com

یہ وہ ہیں جنکی فنا میں نظر آتی ہے بقا　　پرتوِ ربطِ مشیت ہے ارادہ ان کا
جذبۂ قلب سے بنتی ہے شہادت کی قبا　　بے کفن ہو کے جسے شوق سے رن میں پہنا
دیکھ کر اس کو نہ میدان میں جھپٹا ہے کوئی
یہ قبا وہ ہے جسے لوٹ نہ سکتا ہے کوئی

یہ وہ ہیں جنکی ہے میدان میں ہمت عالی　　جنکے پہلو میں ہیں دل حرص و ہوس سے خالی
شاہؑ والا کو سمجھتے ہیں جو اپنا والی　　اپنی شہ رگ سے گرہ دامنِ شہؑ میں ڈالی
ایک مقصد یہ ہیں قرباں، فدائی بن کر
یہ بہترؑ نظر آتے ہیں اکائی بن کر —

تشنۂ جامِ شہادت ہیں انہیں پیاس بھی ہے　　تیغِ ہمت بھی ہے پہلو میں، سپر پاس بھی ہے
ان کو اندازۂ جانبازیٔ عباسؑ بھی ہے　　قلتِ فوج کا شبیرؑ کی احساس بھی ہے
پیاسے اطفال کی یہ آہ و بکا سنتے ہیں
دلِ اصغرؑ کے دھڑکنے کی صدا سنتے ہیں

جنکی تیغوں کی چمک برق کو چمکاتی ہے　　حملے کرتے ہیں یہ جب موت بھی گھبراتی ہے
جنکو چھوتی ہوئی جنت کی ہوا آتی ہے　　کہکشاں جن کا لہو دیکھ کے تھراتی ہے
عاقبت میں انہیں گلزارِ جناں ملتا ہے
چھاؤں میں ان کی شہادت کا چمن کھلتا ہے

آ گئی ان سے شہادت کے چمن میں رونق　　ان کے ہی خون کا ہے رنگ بقامد رنگِ شفق
ان سے لیتا ہے جہاں نفس کی عزت کا سبق　　خون سے ان کے ہیں تاریخ کے رنگین ورق
راہِ حق میں اثرِ خونِ جہندہ یہ ہیں
خونِ مظلوم کی ہر دھار میں زندہ یہ ہیں

www.emarsiya.com

سب کے سب ہیں شہدا انکا ہے زندوں میں شمول
روزِ عاشور، شہادت کو کیا دل سے قبول

رکھتے ہیں راہِ شہادت میں نرالے یہ اصول
کاٹ دیں قاتلوں کی گردنیں ہو کر مقتول

خرقِ عادات ہے بدلی ہوئی ہیبت ان کی
سر کے کٹنے سے بڑھی اور بھی قوت ان کی

پیچھے ہٹتے نہیں میداں میں کبھی انکے قدم
جھکتے حق سامنے باطل کے یہ آئے ضیغم

رن میں ان سے ہی کھلا دیں یہ ملمع کا بھرم
آستینوں سے منافق کی گرائے ہیں صنم

عزمِ شبیر سے فاسق کی کتاب الٹی ہے
رن میں اسلام یزیدی کی کتاب الٹی ہے

کربلا میں انہیں آئی ہے نظر راہِ نجات
ڈر سے باطل کے نہ تھرائے کبھی پائے ثبات

تشنہ لب رہ کے ہلائے ہے ہمت کی فرات
ساغرِ موت سے چھلکاتے رہے آبِ حیات

رن میں یہ ساغرِ صہبائے ولا لیتے ہیں
شربتِ اجرِ رسالت کا مزا لیتے ہیں

جینا ذلت سے جہاں میں جنہیں درکار نہیں
دام میں رے کی حکومت کے گرفتار نہیں

پیاس کی حس ہے مگر پیاس کا اظہار نہیں
جنکی زنجیرِ عطش ہلتی ہے۔ جھنکار نہیں

صبر کی راہ پہ تھکتے ہی نہیں چلنے سے
سرد آہیں بھی نہیں بھرتے ہیں دل جلنے سے

یہ علیؑ والے ہیں ہمت بھی علی ہے ان کی
چادرِ خوں سرِ میداں کفنی ہے ان کی

سر کٹے، زندگی ہرگز نہ کٹی ہے ان کی
کشتہ شمعیں ہیں، ضیا پھیل رہی ہے ان کی

کعبہ تبلا دیا احساس کے متوالوں کو
قبلہ رو کر دیا اقوام کے پروانوں کو

www.emarsiya.com

صبحِ عاشور کا نظروں میں ہے اتکی تارہ
ہوگیا جس میں شہادت کا انہیں نظارہ
دل پہ رکھتے ہیں کربے شیر کا ہے گہوارہ
ان میں اصغرؑ بھی ہے اک بوتا چھوٹا پارہ

تذکرۂ درد کے عنوان نظر آتے ہیں
خوں میں ڈوبے ہوئے قرآن نظر آتے ہیں

ان میں نو ۹ وہ تھے فدایانِ حسینؑ ابن علیؑ
جنکی ان ماؤں نے خود اِن کی شہادت دیکھی
تین ۳ عبداللہ[1] کی مائیں تھیں جو تھیں درپکڑی
مادرِ ابنِ جنادہ[2] بھی انہی میں اک تھی

مادرِ قاسمؑ ناشاد تھیں رملا ان میں
مادرِ عونؑ بھی تھیں زینبؑ کبریٰ ان میں

خوبرو طفلِ محمدؑ کی تھی مادر[3] ان میں
ایک آفت زدہ تھی مادرِ اصغرؑ ان میں
ام لیلیٰ بھی تھیں اک مادرِ اکبرؑ ان میں
فضلِ اللہ سے تھے صبر کے جوہر ان میں

کربلا میں انہی ماؤں نے قیامت دیکھی
ماں کی آنکھوں نے ہی بیٹوں کی شہادت دیکھی

تین اِن میں وہ ہیں کاٹے گئے جنکے اعضا
دہم ماہِ محرم کو بدورانِ وغا
ایک اکبرؑ جو تھے ہمشکلِ رسولؐ دوسرا
دوسرے ابن عمیر[4] شرفِ اہلِ صفا

تیرے صاحبِ احساس جسے کہتے ہیں
اہلِ دل حضرت عباسؑ جسے کہتے ہیں

---

[1] عبداللہ بن حسن کی والدہ، بنت شلیل بجلی، رقیہ بنت علیؑ والدہ عبداللہ بن مسلم اور عبداللہ کلبی کی والدہ [2] عمر بن جنادہ کی والدہ [3] ام ولد، والدہ محمد بن ابی سعید بن عقیل [4] عبدالرحمٰن ابن عمیر

www.emarsiya.com

ان کے سر پھینکے ہیں اعدا نے شہِ دیں کی طرف ایک ہے ابن عمیر[1] کلبی اہلِ شرف
دوسرے عمر جنادہ کے پسر فخرِ سلف عابس شاکری ہیں تیسرے آثارِ خلف
کیسی منزل میں حسینؑ ابن علیؑ آئے ہیں
شجرِ اجرِ رسالت کے یہ پھل پائے ہیں

دو خواتین کی مشکل ہی سے ملتی ہے نظیر نکلیں میدان میں جو بہرِ دفاعِ شبیرؑ
ایک خاتون تو ہے مادرِ فرزند عمیر[2] دوسری عمر[3] کی ہے مادرِ بیکس و دلگیر
عورتیں نکلی ہیں دینے کے لئے سر یارب
وقت کیسا تھا حسینؑ ابن علیؑ پر یارب

پانچ ہیں عورتیں خیموں سے جو نکلیں باہر قتل سے اپنے عزیزوں کے پریشاں ہو کر
زوجہ عبداللہ کلبی کی ہے اک، اک مادر ایک مسلم کی کنیز[4] اس میں ہے فرخندہ سیر
ایک ماں ابن جنادہ کی ہے جو آئی ہے
ایک زینبؑ ہیں جو اکبرؑ کے لئے نکلی ہیں

پانچ ہیں طفل جو عاشور کو مقتول ہوئے ایک عبداللہ ہیں، ہیں حسنؑ کے بیٹے
اک محمد[5] بھی ہیں جو خون میں اپنے تڑپے ایک قاسم ہیں جو شبر کے ہیں صاحبزادے
عمر بھی ان میں جنادہ کا حسیں دلبر ہے
پانچواں ان میں کا بے شیر علی اصغرؑ ہے

۱؎ عبداللہ بن عمیر کلبی، ۲؎ عبدالرحمٰن بن عمیر ۳؎ عمرو بن جنادہ
۴؎ مسلم بن عوسجہ کی کنیز، ۵؎ محمد بن ابی سعید بن عقیل

www.emarsiya.com

جنکی لاشوں پہ گئے ان میں شہؑ جن و بشر — وہ نقط سات ہیں تاریخ سے یہ ہے اظہر
ان کی تفصیل سنیں بزم میں اب اہلِ نظر — ایک ہیں جونؑ وفادار غلام بو ذرؓ

ایک اسلم ہیں جو میداں میں ستم سہتے ہیں
ایک آزاد منش ہے جسے حر کہتے ہیں

عوسجہ کا ہے پسر مسلمؑ بے پر ان میں — ایک قاسمؑ بھی ہے لختِ دلِ شبراں میں
ایک بے دست ہے عباسؑ دلاور ان میں — ایک ہمشکلِ نبیؐ ہے علی اکبرؑ ان میں

ان کے لاشوں کو شہادت کی نشانی کہیے
یہ وہ ہیں سات جنہیں سبع مثانی کہیے

ناصرانِ شہؑ مظلوم کا کیونکر ہو بیاں — رہبرِ راہِ وفا جنکے ہیں قدموں کے نشاں
شہؑ پہ ہو جائیں فدا جنکے دلوں کا ارماں — ان کا ہر ایک مُسِن۔ شوقِ شہادت میں جواں

شبِ عاشور شہادت میں بسر کرتے ہیں
ایسے عابد کہ مصلے پہ سحر کرتے ہیں۔

وہ سحر۔ جس کا نہیں عالمِ امکاں میں جواب — جسکے دامن میں حقیقت ہے براہیمؑ کا خواب
جسکے جھونکے میں دھڑکتا ہی رہا قلبِ بابؑ — جس کی شبنم میں نہایا علی اکبرؑ کا شباب

دیکھ کر رنگِ وفا جسکی نظر جھومتی ہے
جس کے سورج کی کرن شہؑ کا گلا چومتی ہے

گوشِ انصار میں وہ حورِ شہادت کی بھنک — سرخ وہ خوں کی طرح چشمِ امامت میں فلک
صیقلِ تیغِ علمدار کی دریا پہ چمک — غیر محسوس وہ قلبِ علی اکبرؑ میں کھٹک

وہ سحر جس میں ہے جاں دینے کی لذت بخریں
شہد سے بڑھ کے وہ قاسمؑ کو شہادت شیریں

www.emarsiya.com

بازوئے عباسؑ سے پسپا ہوا وہ نقشِ ثبات
دوشِ عباسؑ پہ وہ بار خود اپنی ہی حیات
غیظِ عباسؑ کے دامانِ نظر میں وہ حرارت
تیغِ عباسؑ کے قبضے پہ وہ شمشیر کلات

لشکرِ شام وہ غازی کی نظر کی زد میں
عزمِ عباسؑ کی حد، مقصدِ شہؑ کی حد میں

لشکرِ جور کے تیروں سے وہ بھاری سرکش
اپنے انداز میں وہ اشہبِ باطل سرکش
شدتِ تپ سے وہ سجادؑ دلِ افگار کو غش
چھاؤں میں صبر کی بہتا ہوا دریائے عطش

وہ شبابِ علی اکبرؑ کے نظر کی خنکی
پیاسے اصغر کی وہ آنکھوں میں سحر کی خنکی

کربلا میں یہ ہے تکمیلِ عبادت کی سحر
اس کا سایہ ہے براہیم کی خلت کی سحر
خواب کی رات وہ تھی یہ ہے حقیقت کی سحر
صبحِ عاشور کا پرتو ہے قیامت کی سحر

روزِ عاشور ہوا قتل، علیؑ کا بیٹا
قتل ہوگا نہ قیامت میں نبیؐ کا بیٹا

علی اکبرؑ نے وہ دی لحنِ پیمبرؐ میں اذاں
پھول برسانے لگا رنگِ فضائے امکاں۔
اٹھے تجدیدِ تیمم کیلئے شاہؑ زماں
ہوئے استادہ صفیں باندھ کے اہلِ ایماں

پیاسے ماموم تھے پڑھتے تھے جماعت کی نماز
آخری بار پڑھی شہؑ نے امامت کی نماز

رکھ دیا سجدے میں سر پھیر کے سرورؑ نے سلام
یوں دعا کرنے لگے بارگہِ رب میں امام
میں ترا بندہ، خدا تو ہے نہیں اس میں کلام
فضل سے تیرے کروں کارِ شہادت کا تمام

تیغ ہو سر پہ مرے، سجدے میں پیشانی ہو
تیری درگاہ میں مقبول یہ قربانی ہو

www.emarsiya.com

اے خدا، سارے شہیدوں میں مجھے کر ممتاز دہر میں شاہِؑ شہیداں کا میں پاؤں اعزاز
تیغ ہو سر پہ مرے اور میں پڑھوں تیری نماز ختم اصغرؑ کا ہو سن، دین کی ہو عمر دراز

قلب، بیٹے کی جوانی کا الم سہہ جائے
میرا اکبر نہ رہے، دین جواں رہ جائے

تحت میں سب ہیں ترے ذات تری سب پہ ہے فوق مرتے دم تک مجھے باقی رہے سجدے کا ذوق
حق پہ جاں دینے کا بڑھتا ہی رہے قلب میں شوق یا خدا بیعتِ فاسق کا نہ گردن میں ہو طوق

ابرِ باطل جو گھٹا ٹوپ ہے وہ چھٹ جائے
ذبحِ اسلام نہ ہو، خلق مرا کٹ جائے

کر کے خالق سے دعا سبطِ پیمبرؐ اٹھے اور دکھلانے کے لئے عزم کے جوہر اٹھے
یا بنانے کے لئے دیں کا مقدر اٹھے کی نظر سوئے فلک، یا علیؑ کہکر اٹھے

اٹھتے ہی صاحبِ احساس کو یہ حکم ملا
فوج ترتیب دو عباسؑ کو یہ حکم ملا

حکم پاتے ہی علمدارؑ نے کی صف بندی میمنہ، میسرہ، اور قلب کی تشکیل ہوئی
ہو گئے جنگ کے میدان میں صف بستہ سبھی دیتے ہیں فوج کو ترتیب، علمدارؑ جری

کہہ دو ان سے مہ انور کی جگہ بھی رکھیں
صف میں گہوارہ اصغرؑ کی جگہ بھی رکھیں

مٹھی بھر فوج کی اس طرح سے ترتیب ہوئی جس سے ہے صاف عیاں حکمتِ عباسؑ جری
میمنے کے بنے سردار، زہیرؓ، بجلی میسرہ فوج کا ہے تحت حبیب اسدی

آج عباس علمدار ہیں حیدرؑ کی طرح
قلبِ لشکر میں ہیں اکبرؑ دل سرور کیطرح

www.emarsiya.com

وہ اٹھی گرد، وہ مظلوموں کا یاور آیا
بحرِ توفیقِ الٰہی کا شناور آیا
سامنے شاہؑ کے اک بندۂ داور آیا
کہا شبیرؑ نے وہ حُرِّ دلاور آیا

دل میں ایمان کی دولت کو لیے آیا ہے
گوہرِ اشکِ ندامت کو لیے آیا ہے

ڈال کر سر پہ عبا آیا جو حُرؑ شہؑ کے قریں
اس کو کرنے لگی بوسے چمنِ خلدِ بریں
قلب میں بڑھنے لگا جذبۂ ایمان و یقیں
مل اس نے جو رکابِ شہؑ والا پہ جبیں

صبحِ جنت کی ضیاء تھی رخِ نورانی پر
خطِ تقدیر چمکنے لگا پیشانی پر

حُرؑ سے مصروفِ تکلم تھے شہنشاہِ ہُدیٰؑ
آئی ناگاہ کمانوں کے کڑکنے کی صدا
پڑ گیا چلتے ہوئے تیروں کا ان میں سایہ
چھا گئی بن کے فضا ظلم کے تیروں کی گھٹا

چند لمحے تو نظر راہ نہیں پاتی تھی
دھوپ کو روکے ہوئے چھاؤں نظر آتی تھی

دیکھ کر لشکرِ اعدا کا یہ حملہ شہؑ پر
سامنے آیا شہؑ دیں کے حُرِ نیک سیر
عرض کی اذنِ وغا دیجے مجھے اے سرور
سر مرا دوش پہ اب ہو گیا مولا دوبھر

جان دے کر یہ خطاوار جو بے جاں ہو جائے
سب سے پہلے مرا سر آپ پہ قرباں ہو جائے

کہہ کے یہ شاہؑ کے قدموں پہ رکھا سر اپنا
شہؑ نے فرمایا کہ حُرؑ سر تو اٹھا سر تو اٹھا
تو ہے مہماں مرا سینے سے مرے اب لگ جا
حُرؑ بتا تجھ کو میں کس طرح سے دوں اذنِ وغا

الغرض اذن ملا، فوج پہ چھایا غازی
تیغ کھینچے ہوئے رن میں نکل آیا غازی

www.emarsiya.com

ساقیا آ کہ نہیں مجھ میں تحمل باقی — کیف مے ہو تو رہے حسنِ تخیل باقی
دل کی دھڑکن سے ہو قلقل کا تسلسل باقی — جام پر جام دے جس کا ہو تسلسل باقی
دردِ مے پیتے ہی ہاتھوں کی صفائی لکھوں
اس تواتر میں بہتر۲ کی لڑائی لکھوں

جام بھرپور دے صہبائے غدیری کی قسم — شرع کی قید ہو، یوسف کی اسیری کی قسم
خم لنڈھا دے تجھے تیری ہی امیری کی قسم — حر کے دے نام پہ، آزاد ضمیری کی قسم
وہ ندامت ہو مجھے بابِ جناں کھل جائیں
اسی مے سے مرے سب داغِ خطا دھل جائیں

عالمِ کیف میں عاشور کی لاؤں میں خبر — شہؑ کے انصار کا ہو سامنے میرے منظر
کربلا کے ہو شہیدوں پہ مرے دل کی نظر — رعشۂ ابن مظاہر ہو چھلکتا ساغر
رنگ مے وقتِ بیاں حسن بیاں پر آئے
لڑکھڑاؤں تو ترا نام زباں پر آئے

ایک ہی مے کے بہتر۲ ہیں مرے ذہن میں نام — یہ وہ صہبا ہے کہ انکار ہے جس مے کا حرام
تو پلاتا رہے اور ہو مجھے پینے ہی سے کام — جونؑ کے نام پہ دے ہوں میں ترے گھر کا غلام
صورتِ جونؑ تصور میں ہو مستانے کی
ذہنِ میخوار میں یہ شام ہو میخانے کی

سرمدی مئے ہو عطا خالقِ سرمد کی قسم — جام مقصد ملے شبیرؑ کے مقصد کی قسم
دونوں بچوں کی وہ میدان میں آمد کی قسم — دہرا نشہ ہو مجھے عونؑ و محمدؑ کی قسم
ذہنِ میخوار میں زینبؑ کے مہ انور ہوں
دونوں ہاتھوں میں چھلکتے ہوئے دو ساغر ہوں

www.emarsiya.com

ساقی، صہبائے غدیری سے ہوا میرا خمیر — دیکھ لوں پیتے ہوئے حسن حسینؑ کی تصویر
ابھرے دل میں مرے تعویذِ حسنؑ کی تحریر — میری آنکھوں میں بکھرے صلح حسنؑ کی شمشیر
عرصۂ بزم میں نشّے کی رسائی دیکھوں
جام میں ازرق و قاسمؑ کی لڑائی دیکھوں

ساقی، ہر جام پہ اک شعر کروں میں موزوں — جوششِ خوں اور بڑھاتی ہو شرابِ گلگوں
جذبۂ مے کرتے ہوئے قلب کا ساغر جو بھروں — علی اکبرؑ کی اذاں قلقلِ مینا سے سنوں
کیف میں یاد، زلیخا کی کہانی آئے
دورِ پیری میں جو پی لوں تو جوانی آئے

سر تفکر کا ہو عباسؑ کے ہوں پائے ثبات — میں پڑھوں نشّے میں قرآنِ وفا کی آیات
ہر تصور میں مرے فاتحِ میدانِ فرات — خامہ انگشت بنے، ساغرِ صہبا ہو دوات
ساقی نامہ بہر عنوان رقم ہو جائے
ہاتھ میں خامہ نہ ہو، ہاتھ قلم ہو جائے

ساقی آ جائے نظر، منتظر کوثر مجھ کو — کر دے پرکیف مئے ناب کا جوہر مجھ کو
یاد آتا ہے شبیر کا دلبر مجھ کو — سب سے چھوٹا ہے جو ساغر وہ عطا کر مجھ کو
گر عطا مجھ کو چھلکتا ہوا ساغر ہو جائے
قلب ہلتا ہوا گہوارۂ اصغرؑ ہو جائے

ساقی نامہ کیا نشّے ہی میں میں نے ترقیم — ساقی آئے مجھے گلزارِ مودت کی شمیم
اور ساغر جو ہیں کر دے وہ سبھوں کو تقسیم — جام وہ دے مجھے جس پر ہے رقم ذبحِ عظیم
رغبتِ مے، اثرِ فاضل طینت بن جائے
ذہن میں خوابِ براہیمؑ، حقیقت بن جائے

www.emarsiya.com

دیکھو تو جوش میں گھرا وہ حرؑ صفدر ساقی — شیر کی طرح سے زخمی ہے غضنفر ساقی
پھر بھی میداں میں شجاعت کا ہے پیکر ساقی — اب تو گھوڑے سے گرا رن میں زمیں پر ساقی
شاہ لاشے پہ گئے حالِ جری غیر ہوا
زانوئے شاہؑ ملا، خاتمہ ، بالخیر ہوا

آیا میداں میں اب جونؑ ، غلام بوذر — جس کو شاہی سے غلامی یہ کہیں ہے بہتر
جس کی زلفوں میں ہے کعبے کی سیاہی کا اثر — رنگِ رخ سے ہے عیاں شامِ غریباں کی خبر
بن گئے تصویرِ شبِ قدر بصارت میں یہ ہے
آج پتلی کی طرح چشمِ شہادت میں یہ ہے

مثلِ حرؑ اس نے بھی حملوں سے ہلایا میداں — جوششِ خون سے ہے اسکی رگ و پے میں جولاں
رنگ میں اپنے یہ ہے شمعِ حسینی کا دھواں — ہو گیا مقصدِ شبیرؑ پہ یہ بھی قرباں
آبِ کوثر پیا، پیاسا تھا وہاں سیر ہوا
چشمِ سجادؑ میں تمثل اس کا اک نظیر ہوا

رن میں اب گو بظاہر اک سمت وہب کا نعرا — فیض سے شہؑ کے یہ عیسائی مسلمان ہوا
اس کے چہرے سے عیاں ہے کہ ہے تازہ دولہا — جنگ سے اس کی ہوئی لاکھوں قیامت برپا
جام میداں میں شہادت کا پیا ہے اس نے
سرخرو حضرتِ عیسیٰؑ کو کیا ہے اس نے

رن میں اب ابنِ مظاہرؑ نے کہی ہے تکبیر — بن گئے عزم کی میداں میں آ کر تصویر
جذبۂ نصرتِ سرورؑ کی ہوئی یہ تاثیر — جھریاں مٹ گئیں چہرے کی جو کھینچی شمشیر
داد دیتے ہوئے الفت کی نشانی آئی
پیری آئی کو زلیخا کی جوانی آئی

www.emarsiya.com

[illegible]ل اٹھاؤں میں کہ وہ ہاتھ چلایا دیکھو — ہوتا ہے شام کے لشکر کا صفایا دیکھو
ایک بوڑھا بھی رجواں فوج پہ چھایا دیکھو — وہ جوانی کو ضعیفی نے بھگایا دیکھو

بوئے خونِ ستم آرا میں بسا دیکھے زمیں
رعشہ ابنِ مظاہرؑ نے ہلادی ہے زمیں

زخمی جب ہو گیا لڑتے ہوئے رن میں جو غلام — تیغیں کھاتے ہوئے گھوڑے سے گرا خوش انجام
[illegible] بنتِ علیؑ میں ہے بڑا اس کا مقام — یہ وہ ہے جسکو کہا حضرت زینبؑ نے سلام

صبر اور ضبط کی تابندہ نشاں سے گذرا
ایسا اعزاز لئے دارِ جہاں سے گذرا

قتل جب ہو چکے انصارِ حسینؑ ابن علیؑ — شاہؑ سے اب بنی ہاشم نے اجازت چاہی
شہؑ پہ میداں میں فدا ہو گیا ہر ایک جری — بھانجوں کی شہؑ والا کے اب آئی باری

ماضی یوں حال بنا شانِ خدائی دیکھو
رن میں اب جعفرؑ و حیدرؑ کی لڑائی دیکھو

آ کے میدان میں اسطرح سے یہ شیر ڈٹے — جو تھے روباہ صفت فوجِ عدو کے وہ ہٹے
تیغیں دونوں کی اچلیں یل جو تھے میداں میں چھٹے — دورِ حاضر کے جو تھے مرحب و عنتر وہ کٹے

بچکے گل تیغوں سے میداں میں شرر جھڑتے ہیں
مصطفےؐ اور علیؑ ملکے بہم لڑتے ہیں

پہلوانوں کو کئی رن میں گرا کر یہ گرے — خاک میں بیعتِ فاسق کو ملا کر یہ گرے
سکہ میداں میں شجاعت کا بٹھا کر یہ گرے — زورِ بازوئے علمدارؑ دکھا کر یہ گرے

وقتِ ترقیم ہیں لرزاں مرے احساس کے ہاتھ
یہ گرے یا کہ کٹے حضرتِ عباسؑ کے ہاتھ

آرزو جنگ کی قاسمؑ کو جو تڑپاتی ہے — تو سواری سوئے میدانِ وغا جاتی ہے
شیر آتا ہے، زمین دشت کی تھراتی ہے — ہاتھ میں صلح کی شمشیر نظر آتی ہے
گردنیں کاٹتی ہے کوہ شکن کی تلوار
چلتی ہے وقت پہ میداں میں حسنؑ کی تلوار

جنگِ قاسم سے ہے افواجِ عدو کی حیراں — پہلواں تو ہے ادھر اور ادھر شمرِ زیاں
ازرقِ شوم وہ ہے اور یہ حسنؑ کا ہے نشاں — مرحبِ وقت وہ ہے اور یہ علیؑ دوراں
بدر کی جنگ سے بھی قبل کا منظر دیکھو
میں بھیگی بھی نہیں لڑتے ہیں حیدرؑ دیکھو

پلے قاسمؑ ہی میں بہتی ہے شجاعت کی فرات — اب تو میدان سے ہٹنے کے نہیں پائے ثبات
جو علمدارؑ کے ہیں وصف، وہ ہیں انکے صفات — ہات قاسم کے نظر آتے ہیں عباس کے ہات
یہ ہیں شاگرد علمدارؑ کے، ہے ٹھاٹ وہی
جنگ کے طور وہی، ڈھب ہے وہی کاٹ وہی

"شبلی نے موازنۂ انیس و دبیر لکھ کر مرثیوں کی خوبیوں اور ان کی افادیت اور ان کے ادبی معیار کو زمانے کے سامنے پیش کیا جس کی وجہ سے دنیائے ادب مرثیوں سے روشناس ہوئی ورنہ صرف ایک حلقے تک ہی ان کی شہرت تھی۔"

باقر امانت خانی

لڑتے لڑتے یہ ہوا شبیر جو زخمی رن میں — خون کم ہونے لگا بہنے سے اسکے تن میں
خون گریباں سے بہا جذب ہوا دامن میں — یا علی کی تھی صدا قلب کی ہر دھڑکن میں
گر کے مرکب سے گیا ابن حسن جنت میں
لے گئی رن سے شہادت کی دلہن جنت میں

بعد قاسم سرِ میداں علی اکبر آئے — وارث دبدبۂ حیدرِ صفدر آئے
اپنے دادا کے دکھاتے ہوئے تیور آئے — تیغ کھینچے ہوئے ہمشکل پیمبر آئے
کس بلندی پہ ہے شبیر کا مقصد دیکھو
جنگ کرتے ہیں جوانی میں محمد دیکھو

علی اکبر نہیں ارمان کا ہے سرمایہ — شکل انساں میں مودت کا یہی ہے آیہ
ذات اکبر کا ہے کیا ارفع و اعلیٰ پایہ — جسم پیغمبر اکرم کا نہیں تھا سایہ
یہ مگر شان دکھاتے رہے اکبر ہو کر
معجزہ بن گئے ہمشکل پیمبر ہو کر

لڑے اسطرح کہ میدان ہلا کر پلٹے — پشتے لاشوں کے ہر اک سمت لگا کر پلٹے
دور تک لشکرِ اعدا کو بھگا کر پلٹے — حیدری ضرب کے انداز دکھا کر پلٹے
دیں پناہی کیلیے حق کے ولی لڑتے ہیں
آج تو شکل محمد میں علی لڑتے ہیں

شہ سے پھر ملکے جو میداں میں آئے اکبر — حملہ اعدا نے کیا چاروں طرف سے ملکر
چل گئی مُرّہ ظالم کی سناں سینے پر — رن میں بیٹے کی صدا سنتے ہی آئے سرور
روتے احمد کی نشانی کو تڑپتے دیکھا
شہ نے نانا کی جوانی کو تڑپتے دیکھا

مشک اب لیکے علمدار دلاور نکلے — اپنے ہمراہ لئے رعب کا لشکر نکلے
باپ کے رن میں دکھاتے ہوئے تیور نکلے — فتح خیبر کیلئے وقت کے حیدر نکلے

غل تھا میدان میں کس طرح ولی آتے ہیں
رن میں کیا بعدِ شہادت بھی علیؑ آتے ہیں

شیر کی طرح یہ ہیں نام ہے ان کا عباس — رن میں تسبیح وفا پڑھتے ہیں انکے انفاس
خود ہیں میدان میں بچوں کی طرف ہے احساس — مشک خالی ہے کہاں اس میں سکینہؑ کی پیاس

بولے لشکر کے جواں قلب لرز جاتے ہیں
بنکے انتیس برس کے وہ علیؑ آتے ہیں

حیدری ضرب کی آواز ہے ضربت ان کی — ٹھہری ہے بازوئے زینبؑ پہ بصیرت ان کی
ہاتھ کٹوائیگی میدان میں غیرت ان کی — کتنی مشکل میں ہے اس وقت شجاعت انکی

ساتھ میدان میں ہے صاحب تدبیر کا ہاتھ
قبضۂ تیغ پہ ہے مقصد شبیر کا ہاتھ

پہنچے دریا پہ تو ساحل نے قدم کو چوما — رعب سے ہے لب ساحل میں غضب کا لرزا
گر کے پانی پہ لرزتا رہا ان کا سایا — پانی چلو میں لیا حسنی وفا کو تولا

پانی پھینکا ہے تو ہمت کا پیام آیا ہے
ان پہ دنیا کی وفاؤں کا سلام آیا ہے

مشک بھر کر جو نکل آئے اٹھا رن میں غبار — پلٹی افواج وہ میدان سے ہوئی تھی جو فرار
چل گئے شانوں پہ عباس کے اک سمت سے وار — ہو کے بے دست اٹھاتے ہیں شہادت کا یہ بار

وہ صفائی تھی کہ میداں میں نہ ٹوٹی تلوار
ہاتھ تو کٹ گیا پنجے سے نہ چھوٹی تلوار

سن کے آواز جری پہنچے شہِ عرش سریر دیکھا اک آنکھ میں ہے خون تو اک آنکھ میں تیر
فرق شق ہو گیا تھا ہوتی تھی حالت تغیّر اب تو بھائی کہو عباس سے بولے شبیر
بک کے ارمان شہنشاہ دو عالم نکلا
منہ سے بھائی کا نکلنا تھا کہ بس دم نکلا

شاہؑ غازی کا علم لیکے چلے سوئے خیام آئے ہیں خیمے میں جس وقت شہنشاہؑ انام
روتے تھے اہل حرم ایک بپا تھا کہرام بیبیاں گرد تھیں اور بیچ میں بیٹھے تھے امام
غم شبیر کا اندازہ نہ کر سکتے تھے
سب تو روتے تھے یہ ہر ایک کا منہ تکتے تھے

آیا وہ وقت کہ شہ ہے کو لائے سرور رن میں تھا حالت بے شیر سے برپا محشر
تشنگی خود ہی مجسم تھی نہیں تھے اصغر چھوٹی سوکھی سی زباں آ گئی تھی ہونٹوں پر
دیکھ کر اس کی زباں شورِ فغاں اٹھتا تھا
پیاس کی شمع جو جلتی تھی دھواں اٹھتا تھا

حرملہ نے علی اصغر کے گلے کو تاکا منقلب ہو گیا ہاتھوں پہ یہ ننھا بچہ
حلق پہ تیر لگا لب پہ تبسم آیا کتنا احساس تھا اصغر کو غمِ سرور کا
اپنی تکلیف کا اظہار بھی ہونے نہ دیا
بیکسی شہؑ دلگیر نے رونے نہ دیا

تیلی بچے کی پھری ساغرِ کوثر کی طرح نور پیشانی کا رخشاں ہوا اختر کی طرح
یہ سماں بننے لگا منظرِ محشر کی طرح قلب فطرت ہلا گہوارۂ اصغر کی طرح
گیسوئے وقت گریزاں میں بھی بل پڑ ہی گیا
سب تو سب نبض دو عالم میں خلل پڑ ہی گیا

آئے خیمے میں حسینؑ آخری رخصت کیلئے   کتنے بے چین ہیں شبیر شہادت کے لئے
ہاتھ تو بڑھ نہیں سکتا کبھی بیعت کیلئے   سر کٹا دیں گے یہ اسلام کی عزت کے لئے

سب کو رخصت کیا دیکر انہیں تسکیں نکلے
مختصر یہ ہے کہ خیمے سے شہِؑ دیں نکلے

عزمِ راسخ کے کمر بند سے باندھی ہے کمر   خُود ہے ظلِّ خدا نادِ علی ہے بکتر
تیغ شہ رگ کی ہے اور حفظ خدا کی ہے سپر   ہاتھ کو چومتی ہے مقصد باطن کی ظفر

دامن یاد میں ہے راحت آغوشِ نبیؐ
بیٹھے ہیں گھوڑے پہ اور ذہن میں ہے دوشِ نبیؐ

کچھ پسی رکی ہے بیکس کے گلے میں کفنی   آنکھ میں دخترِ معصوم کے اشکوں کی نمی
دل میں مستقبلِ اسلام کے چہرے کی ہنسی   ذہن میں وقت کی معراج شہادت کی گھڑی

صبر کی راہ میں اندازِ سکونِ حیدر
تن کی رگ رگ میں رواں جوششِ خونِ حیدر

اشہبِ تیز پہ وہ آمدِ شاہِ ذیشاں   چشمِ مرکب میں ہتھیلی کے مماثل میداں
چال میں تختِ سلیماں کی طرح اسپ رواں   سُم پہ رہوار کے انگشتِ سکینہؑ کے نشاں

نگہبانِ اہلِ حرم۔ صورتِ تارِ حسرت
پہنچے مرکب کے سکینہ کا غبارِ حسرت

جانبِ فوجِ عدو یوں شہِؑ ابرار چلے   بولی میداں کی ہوا جعفرِ طیار چلے
خلق کی آئی صدا احمدِ مختار چلے   دی شجاعت نے ندا حیدرِ کرار چلے

سرِ میداں نظر آتے ہیں ولیٔ ثانی
آئے ہیں خیبرِ ثانی میں علیِ ثانی

فوج اعدا کے قریب آکے جو ٹھہرے شبیر
ختم حجت کے لئے شاہ نے کی یوں تقریر
مسلمو تن ہیں مرے بنت پیمبرؐ کا ہے شیر
غافلو خواب ابراہیم کی ہیں ہوں تعبیر

اسکے معنی یہ نہیں قتل میں ناچار ہو تم
عقل اللہ نے دی۔ فاعل مختار ہو تم

فہم سے کام لو۔ للہ ذرا تم سوچو
زر کے دریا میں نہ تم دیدہ و دانستہ بہو
عینک چشم یزیدی سے نہ مجھکو دیکھو
میں پیمبر کا نواسہ ہوں نہیں کیا، بولو

لیکے جانا ہے سب اعمال کے دفتر کو تمہیں
منہ دکھانا ہے قیامت میں پیمبر کو تمہیں

کثرت فوج سے میں تو نہ ڈرونگا ہرگز
دم نہ دنیا کی سیاست کا بھروں گا ہرگز
راہ باطل پہ قدم تو نہ دھروں گا ہرگز
میں کبھی بیعت فاسق نہ کروں گا ہرگز

غم نہیں۔ راہ شہادت میں مرا خوں بہہ جائے
میں نہ دنیا میں رہوں دین حقیقی رہ جائے

شہؑ کے کہنے کا اثر کچھ نہ ہوا تیر چلے
سینہ تانے ہوئے خود حضرت شبیر چلے
آج یہ بن کے براہیم کی تعبیر چلے
مصحفِ عزم کی کرتے ہوئے تفسیر چلے

حیدری شان کے میدان میں نظارے ہیں
ہاتھ میں اب اسی قرآن کے شہ پارے ہیں

دلا دیا کہ بنِ ساقی کوثر آئے
آئی آواز ترائی کی، غضنفر آئے
قلب اسلام پکارا کہ پیمبرؐ آئے
خیبری شام کے کہنے لگے، حیدرؑ آئے

حشر برپا ہوا تھی فوج پریشاں رن میں
مرحب کوفی و شامی ہوئے لرزاں رن میں

شکرِ شام پہ کی غیظ میں شہ نے جو نگاہ　　زندگی مانگتی تھی خالقِ اکبر کی پناہ
حملے شہ کرتے تھے اور بھاگتی جاتی تھی سپاہ　　پیاسے شبیر کی وہ جنگ معاذ باللہ

حملے شبیر کے کوسوں کی خبر لاتے تھے
اشقیا کوفے کی دیوار سے ٹکراتے تھے

نامِ عباس سے شہ نے جو کیا ہے حملہ　　پیاسے سرور کی شجاعت کا بہا ہے دریا
نامِ حیدر سے جو فوجوں کو کیا ہے پسپا　　کربلا ہلنے لگی قلعۂ خیبر بھی ہلا

آئی آواز تصور کی رسائی دیکھے
جس نے دیکھی نہ ہو خیبر کی لڑائی دیکھے

رن میں کی شہ پہ جنہوں نے نظرِ غور کٹے　　کچھ کٹے گر کے تو کچھ اٹھ کے بہر طور کٹے
دل میں کٹے جو تھے میدان میں وہ اور کٹے　　خود کو مرحب سمجھنے لگے فی الفور کٹے

نہر تک پیاس میں اعدا کو بھگاتے تھے حسین
حیدری ضرب کے وہ ہاتھ دکھاتے تھے حسین

شاہ کے رعب سے ہر ذرۂ صحرا سمٹا　　فوج کو گھیر لیا تیغوں کا سایا سمٹا
پیاس میں کی جو نظر شرم سے دریا سمٹا　　خوف سے بٹ کے جو دل لشکرِ اعدا سمٹا

کربلا سقر کا مفہوم نظر آتی تھی
فوج اک نقطۂ موہوم نظر آتی تھی

آگیا عصر کا جب وقت بدورانِ وغا　　اپنی تلوار کو شبیر نے خود روک لیا
اشقیا کا ہوا مظلوم پہ رن میں نرغا　　وار ہر ایک عدو شاہ پہ اب کرنے لگا

خون بہنے سے نہ تھی تاب شہِ ذیشاں میں
خاک پر گھوڑے سے شبیر گرے میداں میں

رونقِ گلشنِ فردوس بریں خاک پہ ہے خاتمِ شانِ امامت کا نگیں خاک پہ ہے
محوِ حیرت ہے فلک عرش نشیں خاک پہ ہے شکلِ شبیرؑ میں ایمان و یقیں خاک پہ ہے
تختِ اشہب سے سنالا کھا کے سلیمانؑ گرا
یہ فرس سے گرے یا رحل سے قرآں گرا

چور زخموں سے ہوا دلبرِ حیدر کا بدن ہوا غربال بنِ ساقیٔ کوثر کا بدن
کسی منزل میں رہا سبطِ پیمبرؐ کا بدن یعنی تیروں پہ معلق ہوا سرور کا بدن
گر گئے خوں کے گہر صبر کے گنجینے سے
پشت کے تیر نکل آہی گئے سینے سے

رکھا شبیرؑ نے اللہ کے سجدے میں جو سر قتل کرنے کیلئے آگے بڑھے بدگوہر
ان کو روکے رہا رعب بن حیدرؑ کا اثر حال اعدا کا یہ تھا کانپ رہے تھے تھرتھر
سائے میں تیغوں کے شبیرؑ دعا کرتے تھے
یہ نمازی تھے فریضے کو ادا کرتے تھے

ایسی حالت میں بڑھا شہ کی طرف شمرِ لعیں وہ کیا ظلم لرزنے لگی مقتل کی زمیں
خوں فشاں ہونے لگی چرخ کی رخشندہ جبیں سرخ سورج ہوا اور آندھیاں بھی چلنے لگیں
قلبِ فطرت کو لہو شاہ کا تڑپانے لگا
جنبشِ نبض دو عالم میں خلل آنے لگا

تنگ تھا عصر کا ہنگام کہ یہ حشر ہوا کرتے تھے جن و ملک ارض و سما آہ و بکا
نوکِ نیزہ پہ چڑھا فرقِ شہِ ہر دوسرا سورج اک ڈوب گیا دوسرا سورج نکلا
خون میں ڈوبی صدا ہوئے قتل حسینؑ ابن علیؑ
آئی آواز ہوئے قتل حسین ابن علیؑ

ساقی باقر ہے محب دے مے عرفاں اسکو   کیوں رلائے گا نہ اب حالِ شہیداں اسکو
لیکے جائیگا غمِ شاہ کا طوفاں اس کو   روک سکتا نہیں اب خلد پہ رضواں اسکو

سال تضعیف ہی شاہد ہے بیاں کا ساقی
مرثیہ پاس ہے پروانہ جناں کا ساقی

۱۳۹۳ھ